امن، معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لئے کلید ہے

منہاج الدین /فیضان احمد

ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز

یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

بے شک انسانی تخلیق میں روحانیت و مادیت کے عناصر کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، جہاں انسان روحانی بالیدگی کے لئے روحانی عبادات کا محتاج ہے، وہاں مادیت کی ضروریات کے لئے وہ بہتر معاش و معاشرتی زندگی کا بھی مکلف ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ روحانی بقاء و بالیدگی کے مقابلے میں مادی و اقتصادی لوازمات ایک گونہ اہم اور فوری ہیں، اخلاقیات کی تشکیل میں اقتصادیات کی ضرورت محتاج بیان نہیں، دراصل عبادات سے انسانی رویے تشکیل پاتے ہیں، عبادات ماوراء الطبعیات قوتوں سے لطیف علائق کے اسباب ہیں، یہ تمام اُمور معاشی آسودگی کے بعد حاصل کی جاسکتی ہیں، ورنہ انسان کی فکر مادہ و معدہ سے آگے تجاوز ہی نہیں کر پاتی، بہتر اقتصاد کے لئے جس اساسی عنصر کی ضرورت ہے وہ امن وسلامتی اور گردوپیش کے مفاسد و خطرات سے نجات اور مکمل اطمینان و منظم استحکام ہے۔ کائنات خود ایک منظم ضابطہ اور معاشی رزم گاہ ہے جہاں فساد نام کی کوئی چیز نہیں۔ لہٰذا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ معاشرتی و اقتصادی ترقی کے لئے امن ایک کلید ہے، جہاں امن نہیں وہاں معاشرتی و اقتصادی تگ و دو کے تمام مواقع مفقود ہو جاتے ہیں، انسان کی مادی ترقی امن وسلامتی سے وابستہ ہے۔

عنوان کی مناسبت سے ذیل میں بحیثیت مسلم طالب علم، دین اسلام کی روشنی میں امن و رواداری کی اہمیت اور بعد میں امن و اقتصادی ترقی کے مابین تعلق کو واضح کرنا مضمون نگار کا ہدف ہے۔

اسلام میں امن و رواداری کی اہمیت:

لفظِ اسلام ہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام امن و رواداری کا زبردست داعی ہے، کیونکہ اسلام عربی لفظ سِــلْــمٌ سے مشتق ہے جس کا معنی سلامتی ہے۔

(۱)...... تو گویا اسلام مجسم سلامتی ہے۔ تمام اسلامی تعلیمات میں امن و سلامتی کا عنصر پایا جاتا ہے۔ عقائد کا میدان ہو یا عبادات کا، اخلاقیات ہو یا معاشرت تمام احکامِ اسلامیہ میں یہ حکمت بطورِ لازم پایا جاتا ہے کہ کسی بھی حکم کی تعمیل کے دوران کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ پہنچے۔ حضورﷺ جب کسی کو دعوتِ اسلام دیتے تو لکھ دیتے اَسْلِم تَسْلِم اسلام لاؤ سلامتی پاؤ گے۔

نیز حضورﷺ کا ارشاد ہے:

" عن ابی ھریرہؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَہُ النَّاسُ عَلٰی دِمَاءِ ھِمْ وَ اَمْوَالِھِمْ " . (۲)

ترجمہ:...... مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ و مامون ہوں اور مومن وہ ہے، جسے لوگ اپنے مال اور خون کے معاملے میں امین بنائے۔

کامل اسلام کے لئے اسلام نے دوسروں کے حق میں سلامتی اور امن کو شرطِ لازم قرار دیا۔ اسی پر اکتفاء نہیں کہ اسلام صرف مسلمانوں کے حق میں تکلیف پہنچانے سے منع کرتا ہے بلکہ غیر مسلموں کو بھی تکلیف دینا اسلام میں ممنوع ہے، اسلام دینِ فطرت اور دینِ تبلیغ ہے، اس کی اشاعت کا بڑا باعث حُسنِ اخلاق ہے، اسلام ہر میدان میں حسنِ سلوک و احسان کی ترغیب دیتا ہے۔ حضورﷺ کی پوری سیرتِ طیبہ اسی حسنِ سلوک سے عبارت ہے۔

بعثت نبویﷺ کے وقت حضرت خدیجہؓ کی تحسین:

آنحضرتﷺ چالیس سال کی عمر میں جب منصب نبوت پر فائز ہوئے، تو حضرت خدیجہؓ نے آپ کی چالیس سالہ زندگی کی تاریخ سامنے رکھی، اس دوران آپ امن کے سب سے بڑے داعی کی حیثیت سے پیش کئے گئے، حضرت خدیجہؓ یوں خراجِ تحسین پیش کرتی ہیں۔

" خدا کی قسم! حق تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ صلۂ رحمی فرماتے، یتیموں محتاجوں کی کفالت اور

خبر گیری فرماتے، بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرتے ہو، مہمانوں، کی خاطر مدارات کرتے اور مصائب ومشکلات میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں " ۔ (۳)۔

حضور ﷺ کے اخلاق عالیہ کا اعتراف اپنے تو اپنے، غیروں نے بھی کیا ہے چنانچہ تھامس کارلائل اس الزام کو رد کرتے ہوئے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے لکھتا ہے کہ نہیں بلکہ اخلاقِ محمدیؐ نے سارے عالم کو اپنا گرویدہ بنایا اور جزیرہ نما عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

" اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحَبَّ اِلَى عَيَالِهٖ ". (۴).

ترجمہ:...... ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ کے ہاں محبوب ترین وہ شخص ہے جو اللہ کے مخلوق کے ساتھ محبت کا معاملہ کرے۔ یہاں تک کہ اسلام مذہب کے معاملے میں بھی غیر مسلموں پر جبر واکراہ کی مکمل نفی کرتا ہے، قرآن واضح اعلان کرتا ہے:

" لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ "

ترجمہ:...... دین کے معاملے میں کسی پر کوئی جبر نہیں۔

دنیا میں کسی کو بھی قبولِ اسلام پر مجبور نہیں کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ کی ذمہ داری صرف اور صرف دعوت پہنچانا ہے۔

" اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ " (۵).

ترجمہ:...... اے رسول ﷺ آپ پر صرف اور صرف پہنچانا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مدینہ میں حضور ﷺ کے ساتھ یہود کے کئی قبیلے بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع رہا کرتے تھے اور اُنہیں قبولِ اسلام پر کبھی مجبور نہیں کیا گیا، ہاں اگر جلاوطنی قید وقتل وغیرہ کی سزائیں ملی، تو ان کی غداری، سازشوں اور منافقت کی وجہ سے اُنہیں سزائیں دی گئیں۔ ان کے کفر کی وجہ سے اُنہیں کبھی ناجائز تنگ نہیں کیا گیا نہ ان کی حق تلفی کی گئی، بلکہ معاملات میں حضور ﷺ ان کے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ فرماتے تھے، ان کی عیادت بھی فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ برائی کے بدلے نیکی کا سلوک فرماتے تھے جس کی واضح مثال واقعہ فتح مکہ ہے۔

مختصر یہ کہ سیرت کی پوری تاریخ امن پسندی ورواداری سے بھری پڑی ہے۔ قرآن میں اہلِ کتاب کی عورتوں کے ساتھ

جوازِ مناکحت بھی مذہبی رواداری کی واضح ثبوت ہے۔دورِ صحابہؓ میں بھی مسلم اور غیر مسلم شیر وشکر ہو کر اکھٹے رہتے تھے۔خصوصاً زمانہ فتوحات میں تو نئے مفتوحہ ممالک میں یہ اختلاط اور زیادہ ہو گیا۔ ؟

تاریخی طور پر ثابت ہے کہ امیر معاویہؓ کا خصوصی مشیر ایک عیسائی شخص تھا۔نیز اسلام میں ذمیوں کے جو حقوق مقرر کئے گئے ہیں، وہ بھی مذہبی رواداری کا ایک واضح اور کامل پیغام ہے۔اُن کی جان مال اور ابرو کی حفاظت کا مکمل اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں تک قانون ہے، کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے، تو اس کے بدلے میں اسی مسلمان کو قتل کیا جائے گا، یہ مذہبی رواداری کی واضح دلیل ہے۔اسلام امن وسلامتی اور مذہبی رواداری کا واضح پیغام دیتا ہے، وہ باہمی امن اور احترامِ انسانیت کا ایک واضح منشور پیش کرتا ہے، جو عقلِ سلیم اور فطرتِ سلیمہ کے عین موافق ہے۔

مذکورہ تفصیل سے دینِ اسلام کی روشنی میں امن و رواداری کی اہمیت کی تصویر کھل کر سامنے آجاتی ہے۔تصویر کے دوسرے رُخ کے طور پر اسلام میں بدامنی کی حیثیت پر بھی کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔امن و رواداری کا نتیجہ ہے، کہ مسلمان اجتماعی طور پر کبھی اقتصادی بدحالی کے شکار نہیں ہوئے، بلکہ تاریخ میں یہ بھی ثابت ہے کہ عمر ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں لوگ زکوٰۃ کا مال سروں پر اُٹھا کر مال لینے والوں کی تلاش میں رہتے اور کوئی مستحق اور غریب آدمی سماج میں ملنے سے نہ ملتا جو زکوٰۃ کا مال وصول کرے، یوں خوشحالی کا دور دورہ تھا۔

اسلام میں حلال وحرام اُمور کا فلسفہ:

اسلام کے حلال وحرام کے تصور میں بھی یہ فلسفہ کار فرما ہے، دین کے تمام ایجابی وسلبی قواعد وضوابط اس حکمت پر مبنی ہے، تاکہ معاشی سرگرمیوں پر استوار ہوں اور اس میں استحصال وظلم کا ہر طرح سدِ باب اور پر امن ماحول پروان چڑھے، پروفیسر عبدالحمید ڈار نے حلال وحرام کی ایک بہترین توجیہ بیان فرمائی ہے، جو درج ذیل ہے:

" The lawof Halal and Haram plays a vital role in establishing Justice and stability in the whole society,but in the economic sphere the operation of this law has great and far reaching effects " . (٦)

اسلام میں فساد اور بدامنی کی مذمت:

اسلام امن کا پیغام دیتا ہے، اسلام نے بدامنی، لوٹ مار اور فساد فی الارض کی نہ صرف مذمت بیان کی ہے، بلکہ بدامنی پھیلانے والوں کے لئے سخت ترین سزائیں متعین کی ہیں۔ زمینی امن کو برباد کرنے والوں اور ڈاکہ زنی کرنے والوں کے لئے قرآن کا واضح اعلان ہے۔

" اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ " (۷).

ترجمہ:...... جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ و جدال کرتے ہیں اور زمین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا صرف یہی ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا انہیں پھانسی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں اُلٹے طرف سے کاٹے جائیں یا انہیں جلاوطن کیا جائے۔ یہ سزا ان کے لئے دنیا میں شرمندگی کا باعث ہے اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب (مقرر) ہے۔

یہ آیت واضح طور پر بتلاتی ہے کہ اسلام " فساد فی الارض " کی کتنی مذمت کرتا ہے اور اس کا وجود اسلام کے لئے کتنا ناقابلِ برداشت ہے۔ علاوہ ازیں قرآن میں قتلِ عمد، قتلِ خطا کے لئے مخصوص سزائیں بیان کی گئیں ہیں، فساد و مفسد کے خاتمے کو ہی قرآن نے حیاتِ انسانی قرار دیا ہے۔ قاتل سے قصاص لینے کے بارے میں ارشاد ہے:

" وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ " (۸).

ترجمہ:...... اور اے مومنو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے، اس طرح ایک انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کی قتل قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط". (۹).

ترجمہ:...... جس نے کسی شخص کو قتل کرنے یا " فساد فی الارض " کا ارتکاب کیا، تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔

مختصر یہ کہ اسلام بدامنی وفساد کو جڑ سے اُکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اسلام کا یہ بنیادی درس ہے کہ انسان خود بھی امن سے زندگی گزارے اور دوسروں کو بھی امن سے رہنے کے مواقع بہم پہنچائے۔ امن ورواداری کی اہمیت واضح ہونے کے بعد ذیل میں امن کا اقتصادی ومعاشرتی ترقی کے باہمی تعلق کو واضح کیا جاتا ہے۔

امن، معاشرتی واقتصادی ترقی کے درمیان تلازم:

معاشرہ افراد کے مجموعے کا نام ہے، جہاں انسان رہتے ہوں، ان کے آپس میں ضرور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور معاملات سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر ایک انسان دوسرے انسان سے بے خطر ہو تو وہ زندگی کو خوشگوار طریقے سے گزار سکتا ہے۔ معیشت کا مسئلہ بھی انسان کا بنیادی مسئلہ ہے جس کے بغیر انسان کی بقاوترقی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ " وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰماً " (۱۰).

ترجمہ:...... اور تم لوگ بیوقوف لوگوں کو اپنا وہ مال مت پکڑاؤ جسے اللہ نے تمہارے لئے بقا کا ذریعہ بنایا ہے۔ لہٰذا بہتر معیشت اسلام میں مطلوب ہے، مالِ حلال آخرت جو انسان کی منزل ہے، میں کامیابی کا بھی ذریعہ ہے۔

جس طرح انسانی وجود وبقا کے لئے مال کی ضرورت ہے، اسی طرح اس کے حصول کے تمام اسباب وذرائع بھی مطلوب و مقصود ہے، امن کے لئے اہم عنصر ہے۔ معاشرتی واقتصادی ترقی کے لئے بھی امن کی انتہائی ضرورت ہے اور اس حقیقت کی طرف بھی قرآن میں واضح اشارات موجود ہیں۔ چند نمونے درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مکہ مکرمہ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قرآن میں یوں مذکور ہے:

" وَاِذْقَالَ اِبْرٰهِمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَابَلَدًاامِنًاوَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ " .(۱۱).

ترجمہ:...... اور جس وقت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اس کو ایک شہر بنادیجئے امن والا اور اس کے بسنے والوں کو پھلوں سے نوازیں۔

یہاں حضرت ابراہیمؑ نے امن اور رزق دونوں کا ایک ہی جگہ سوال کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ امن اور رزق کی فراوانی کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔

(۲)۔ قوم سبا جو علاقہ یمن شہر مارب میں رہتی تھی، ان پر اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتیں نازل فرمائی تھیں۔ قرآن کریم نے ان نعمتوں کا تذکرہ اپنے خوبصورت اسلوب سے یوں کیا ہے:

" لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ " (۱۲).

ترجمہ:...... قومِ سبا کے لئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں، دو قطاریں تھیں باغ کی (سڑک کے) داہنے اور بائیں، ان کو اپنے رب کا حکم تھا کہ رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو، عمدہ شہر اور بخشنے والا پروردگار۔

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم سبا کی رزق کا خاص انتظام کر رکھا تھا، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مزید نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں فرمایا: " وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ " (۱۳).

ترجمہ:...... اور ہم نے ان کی اور ان بستیوں (شام یا صنعاء) کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت کر رکھی ہے، بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان دیہاتوں کے درمیان ان کے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بے خوف و خطر دن رات چلو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے قوم سبا کی تجارتی سفر کا انتظام یوں کیا تھا کہ ان کے شہر اور ملکِ شام یا صنعاء (بنا بر اختلاف روایات) کے درمیان مناسب انداز پر سڑک کے قریب چھوٹے چھوٹے دیہات بنائے اور ان دیہاتوں سے فائدہ یہ تھا کہ وہ لوگ بے خوف و خطر سفر کرتے۔ اس سے بھی یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امن و امان کا اقتصادی ترقی میں بہت اہم کردار ہے۔

(۳)۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قریشِ مکہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ سورہ قریش ملاحظہ ہوں:

" لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ " (۱۴).

ترجمہ:...... چونکہ قریش خوگر و عادی ہوگئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے، تو ان کو چاہیئے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں، جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

قریشِ مکہ تجارت کی غرض سے گرمی میں شام کی طرف اور سردی میں یمن کی طرف سفر کرتے تھے چونکہ وہ خانہ کعبہ کے خادم سمجھے جاتے تھے، اس لئے لوگ ان کا احترام کرتے، ان کے مال و جان سے کوئی تعرض نہ کرتے اور تجارت میں ان کو

خاص نفع ہوتا، جو گھر بیٹھ کر کھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ مبارکہ میں قریش پر ان نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے کہ اس گھر کی وجہ سے تمھیں عزت ملی، تم اقتصادی لحاظ سے مضبوط کئے گئے، لہٰذا اس گھر کے رب کی عبادت کرو۔ عنوان کی مناسبت سے خاص نکتہ اس سورۃ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امن اور کھانے کا تذکرہ ایک ہی جگہ ایک ایت میں کردیا ہے۔ ظاہر ہے کہ امن اور رزق واقتصادی ترقی لازم وملزوم ہے۔

معاشی ومعاشرتی استحکام پرامن ماحول ہی سے ممکن ہے:

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں معاشی اور معاشرتی ترقی کے جن اہم اُصولوں کی نشاندہی کردی ہے، ان میں زراعت، صنعت وحرفت کی حوصلہ افزائی، احیاءِ موات (بنجر زمین کی ابادکاری) اور مناسب پیشوں کا اختیار کرنا بطورِ خاص قابلِ ذکر ہے۔ ان کے علاوہ وہ معاشی ترقی کے لئے حکومتی ذمہ داری قرار دیتے ہیں کہ وہ امن کی فضاء پیدا کرنے کی سعی کرے۔ صنعتکاروں کے متعلق وہ لکھتے ہیں: " **فمن کان کسب بالحرفۃ فھو معذورٌ حتیٰ یجد آلاتِ الحرفۃ و من کان زارعاً فھو معذورٌ حتیٰ یجد آلات الزرع** " (۱۵).

ترجمہ:...... جو شخص صنعت وحرفت کے ذریعہ روزی کماتا ہے اس وقت تک وہ معذور اور قابلِ اعانت ہے جب تک کہ آلاتِ حرفت حاصل نہ کرے، اس طرح کاشتکار قابلِ اعانت ہے جب تک وہ کھیتی باڑی کے آلات حاصل نہ کرے۔

شاہ صاحب کے ان افکار سے ایک طرف تو اہلِ حرفہ اور اہل زراعت کی اعانت کا اشارہ ملتا ہے جب کہ دوسری طرف صنعت اور فیکٹریوں کے قیام کی تصریح ملتی ہے، اس طرح انسانی سوسائٹی سے بیروزگاری کا خاتمہ ہوسکتا ہے اور انسانی قویٰ کے جسمانی وذہنی استعمال کے مواقع ہاتھ آتے ہیں۔ بیروزگاری انسان کی مادی، روحانی، اخلاقی، تمدنی زندگی میں کئی مسائل کو جنم دیتی ہے اور سب سے بڑا یہ کہ یہ امن وامان کو بھی مخدوش کردیتی ہے۔ شاہ صاحب تاجروں کی حوصلہ افزائی کے بارے میں لکھتے ہیں:

" **ومنہ حمل التجار علی المیرہ بتانیسھم و تالیفھم و توصیۃ اھل البلد ان یحسنوا لمعاملۃ مع الغرباء فان ذالک یفتح باب کثرۃ ورودھم** " (۱۶).

ترجمہ:...... حکومت کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ تاجروں کو ہر طرح کی سہولت فراہم کرے، انھیں امادہ کیا جائے کہ وہ باہر سے اجناس لائیں، اہلِ شہر کو تاکید کی جائے کہ وہ باہر سے آئے ہوئے تاجروں کی آؤ بھگت اور خدمت کریں۔ ان طریقوں سے تاجروں اور سیاحوں کے بکثرت ورود کے دروازے کھل جاتے ہیں اور معاشی سرگرمیاں تیز ہوجاتی ہیں۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہے کہ وہ تاجروں کی تانیس وتالیف کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں کہ اس طریقے سے تاجر درآمد برآمد میں حکومت اور شہریوں کے بہترین معاون ثابت ہونگے۔آج کل معیشت کے میدان یہ حقیقت تسلیم کی گئی ہے کہ کمپنیاں کسی ملک میں اس وقت تک سرمایہ کاریاں نہیں کرتیں جب تک وہ خطہ یا ملک محفوظ و مامون نہ ہو۔ جہاں سیاسی استحکام نہ ہو اور بین الاقوامی معاہدات کی پاسداری نہ ہو۔لہٰذا معاشرتی و معاشی ترقی کے لئے "امن" ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

دلائل و واقعات سے یہ امر نمایاں ہے کہ امن معاشرتی و اقتصادی خوشحالی کا ضامن ہے۔آج دنیا میں وہ ممالک جہاں امن ہے، وہاں اقتصادی ترقی ہے، وہ لوگ خوشحال ہیں اور وہ اقتصادی ترقی کی طرف رواں دواں ہیں۔چینی مملکت کی مثال واضح ہے، جو اقتصادی لحاظ سے انتہائی عروج پر ہے۔اس کی اقتصادی ترقی میں بنیادی کردار چین کی معتدل، جامع اور پرامن پالیسی ہے۔حتیٰ الامکان وہ جارحیت گریز پالیسی پر عمل پیرا ہے اور یہی پرامن پالیسی اس کی اقتصادی ترقی کے لئے کلید کا کام دیتی، اس کے برعکس جہاں سیاسی عدم استحکام، معاشرہ میں بدامنی و انتشار ہے، وہاں نکبت و غربت ہے۔لہٰذا بدامنی معاشی انحطاط و زوال کا موجب ہے۔تصویر کے دوسرے رُخ کے طور پر اس کی بھی کچھ تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

بدامنی معاشی زوال و انحطاط کا موجب ہے:

کسی بھی معاشرے میں اگر بدامنی، لوٹ مار، غارت گری اور دہشت گردی جڑ پکڑنے لگے، تو یقیناً اس معاشرے کی اقتصادی ترقی روبہ زوال ہوگی، وہ معاشرہ اقتصادیات میں تنزل کا شکار ہوگا، چونکہ پہلے تو بدامنی کی وجہ سے اقتصادی سرگرمیاں بند ہوجائیں گی اور اگر جاری بھی ہوں گی، تو انتہائی سستی اور بے دلی کی حالت میں ہوں گی۔ بہت سے کارخانوں، ملوں اور فیکٹریوں میں سرگرمیاں سست پڑجائیں گی اور بہت سے تاجر، کارخانے دار اپنے اثاثوں کو کسی دوسرے پُرامن ملک میں منتقل کرنے لگیں گے، جہاں ان کے اثاثے نفع بخش ہونے کے ساتھ ساتھ محفوظ بھی ہوں۔جس طرح روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ پاکستان سے کتنے کاروباری لوگ دوسرے پرامن ممالک میں اپنے اثاثے منتقل کررہے ہیں۔

یہ تو افرادی سطح پر بدامنی و خلفشار کی تصویر تھی، اگر پورے ملکی سطح پر بدامنی ہو یعنی حالتِ جنگ ہو تو پھر اقتصادی زوال میں کوئی عاقل ادمی شک نہیں کرسکتا۔ وہاں نہ صرف افرادی سطح پر معیشت زوال پذیر ہوگی بلکہ پورے ملک کی معیشت تنزل پذیر ہوجائے گی، کیونکہ ملکی خزانہ آلاتِ حرب و ضرب، فوجی نقل و حمل اور دیگر فوجی اخراجات میں صَرف ہوتا چلا جائے گا اور معیشت کا گراف گرتا چلا جائے گا۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح امریکہ کی اقتصادی حالت روز بروز گھٹتی جارہی ہے۔

"روان سال صرف افغانستان میں امریکہ کے ۱۱۳ ارب ڈالر کے جنگی اخراجات ہوگئے اور اگلے مالی سال میں ۱۰۷ ارب ڈالر کی ضرورت پیش آئے گی۔ ہر امریکی فوجی پر سالانہ دس لاکھ ڈالر کا خرچہ کیا جاتا ہے۔ فوجی ساز و سامان کی ترسیل پر اخراجات اربوں ڈالر سے متجاوز ہوگئیں۔ اسطرح افغان فوج کی تشکیل پر ۲۸ ارب ڈالر خرچ ہوگئے" ۔(۱۷)۔

خلاصۂ بحث:

مذکورہ تفصیل سے یہ بات ایک ناقابلِ انکار حقیقت بن کر سامنے آتی ہے کہ امن کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے کلید کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کلید کے ذریعے کوئی بھی ملک اقتصاد و معیشت کے مقفل تالوں کو کھول کر معیشت کے وسیع خزانوں تک رسائی حاصل کرسکتا ہے اور ان سے استفادہ کرکے ترقی کے مدارج بحسن وخوبی طے کرسکتا ہے۔ کسی بھی ملک و معاشرے کی ترقی کے لئے اقتصادی ترقی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ کسی دشمن ملک و قوم کو شکست دینے اور اُسے زوال پذیر بنانے کے لئے سب سے پہلے اُس کی معیشت پر کاری ضرب لگائی جاتی ہے۔ تاریخی طور پر بھی یہ بات ثابت ہے۔ ابتدائی دورِ اسلام میں کفارِ مکہ نے جب مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ڈھا کر ہجرتِ مدینہ پر مجبور کیا تو مسلمانوں نے غزوۂ بدر سے پہلے سب سے پہلا وار کفارِ مکہ کے تجارتی قافلے پر کیا تھا۔ دراصل اس میں یہی فلسفہ کارفرما تھا کہ کفارِ مکہ کے اقتصاد کو ختم کرکے گویا ان کی پوری طاقت و قوت بلکہ وجود کو ختم کردیا جائے۔

خلافتِ راشدہ کے دورِ فاروقی میں چونکہ اندرونی خلفشار و بدامنی کا نشان تک نہ تھا، اسلئے یہ دور مملکتِ اسلامیہ کے اقتصادی اور معاشرتی ترقی کا ایک شاندار دور ثابت ہوا۔ چنانچہ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے لئے وظیفہ مقرر کیا جاتا تھا۔ بڑے بڑے شہروں میں مسافروں کے لئے لنگر خانے کھولے گئے جن میں ان کے مفت قیام وطعام کا بندوبست کیا جاتا تھا۔ مدینہ میں بھی ایک بڑا لنگر خانہ موجود تھا جس کی سرپرستی خود حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔ اس کے مقابلے میں صدیقی دور میں چونکہ اندرونی خلفشار اور افراتفری پھیلی ہوئی تھی، اسلئے مملکتِ اسلامیہ کی پوری توجہ امن وامان کی بحالی کی طرف تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت اس دور میں اقتصادی و معاشرتی ترقی کے وہ اثار نظر نہیں ائے، جس طرح بعد میں دورِ فاروقی میں رونما ہوئے۔ حقیقت تقریبا روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ امن و رواداری کسی بھی ملک کے معاشرتی و اقتصادی ترقی کیلئے کلید اور ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کرنا روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، جہاں امن ہے وہاں معاشی ترقی اور خوشحالی، جہاں فساد اور تشدد اور افراتفری ہے وہاں زوال اور نکبت ساتھ ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس خطہ کو امن کا گہوارہ بنائے۔ (آمین)۔

حوالہ جات:

۱)...... ابن منظور ، لسان العرب، محشی محمدهاشم الشاذلی ، ناشر دارلمعارف القاهره،۱۱۱۹ ھ،ماده س ل م.

۲)...... "مشکوۃ المصابیح" مکتبة المعارف مصر طبع۱۴۱۲ ھ.

۳)...... بخاری الامام ابو عبدالله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم. "الصحیح البخاری" ج، ۱ ، مطبوعه ایم ایم سعید کراچی ص ۴۰.

۴)...... "مشکوۃ المصابیح" مکتبة المعارف مصر طبع۱۴۱۲ ھ.

۵)...... سورۃ الشوریٰ ایت ۴۸.

۶)...... پروفیسر عبدالحمید ڈار "اسلامک اکنامکس" مطبوعه علمی کتب خانه اُردو بازار لاهور ص ۵۸.

۷)...... سورۃ المائده ایت ۳۳.

۸)...... سورۃ البقره ایت ۱۷۹.

۹)...... سورۃ المائده ایت ۳۲.

۱۰)...... سورۃ النساء ایت ۵.

۱۱)...... سورۃ البقره ایت ۱۲۶.

۱۲)...... سورۃ السباء ایت ۱۵.

۱۳)...... سورۃ السباء ایت ۱۸.

۱۴)...... سورۃ القریش.

۱۵)...... شاه ولی الله دهلویؒ "حجة اللّٰه البالغه" ج ۱ ،ص۴۵.

۱۶)...... حواله بالا......

۱۷)...... ضربِ مومن شماره ۷تا ۱۳ رجب ۱۴۳۲ھ ملاحظه هو.

......☆☆☆☆☆......